دھنک کے رنگ

عفت سحر طاہر

عفت سحر طاہر

"اردو دانوں" میں منگنی کیا ہوئی۔ فائقہ نے بلا جھجک اردو ادب کی بے ادبی کرنی شروع کردی۔ بلکہ اردو کے ساتھ منہ ماری کہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

"تو جی۔ اظفر علی طلاق دے چکے اور شائستہ واحدی طلاق لے چکیں۔"

زرمینہ نے میگزین کی تازہ ترین خبر ہم تک پہنچائی۔

"مگر ان دونوں نے ایک دوسرے سے شادی کی ہی کب تھی؟" میں نے تحیر سے پوچھا۔

بھلا ہر ماہ باقاعدگی سے خواتین اور شعاع ڈائجسٹ پڑھتے کوئی نئی خبر ہم سے چوک جائے یہ ناممکن تھا۔

"اوئے الو۔ مطلب یہ کہ اظفر نے سلمیٰ کو نو سال بعد طلاق دے دی۔ دو بچوں کے ہوتے دوسری شادی کرلی اور ادھر بے چاری "چائلڈ میرج کیس" شائستہ واحدی۔ جو صبح صبح لوگوں کو بہترین زندگی گزارنے کے فری مشورے دیتی ہیں۔ اپنے تین بچوں کی پروا کیے بغیر محض شہرت کے نشے کو پورا کرنے کے لیے اپنے شوہر سے طلاق لے لی۔"

زرمینہ جوش میں آئی تو خالص "بٹنی" بن گئی۔ (بٹ کی مونث)

"خیر۔ دفع کرو۔ مٹی پاؤ۔" میں نے اس کا بی پی نارمل کرنا چاہا۔

"یہ لو۔ سیف علی خان بھی پورا ہوجانے کو ہے۔" زرمینہ نے پھر سے آہ بھری۔

"ہائے۔ کیا بیماری ہوگئی اسے؟" مجھے جھٹکا لگا۔

ابھی تو بے چاری کرینہ نے جنگل شاپنگ شروع کی تھی شادی کی۔

"پورا ہوگیا کیا مطلب؟" فائقہ اب اردو کو ایسے ہی نہیں جانے دیتی تھی۔ نت نئے محاوروں کی ٹانگ توڑنا اس کا امتحانی نشان بنتا جارہا تھا۔

"یعنی کہ کرینہ اس کی نصف بہتر بننے والی ہے۔ آدھا تو وہ پہلے ہے کرینہ کو پاکر پورا ہوجائے گا۔"

زرمینہ کی اس کمال کی تشریح پر ماہین احتجاجاً" زور سے اپنی کتاب بند کرکے اسے گھورنے لگی۔

مگر زرمینہ صاحبہ غڑاپ سے دوبارہ میگزین میں غرق ہوچکی تھیں۔

فائقہ نے ایک اور محاورہ ہاتھ آنے پر گہری سانس بھری۔

"اچھا۔ تو اسے کہتے ہیں پورا ہونا آدمی کا۔"

میں نے بھی جان چھڑانے کے لیے اثبات میں سر ہلایا تو وہ مطمئن ہوگئی۔

☼ ☼ ☼

ادھر بوبی صاحب عین ہمارے قیلولہ فرمانے کے وقت ٹیوشن پڑھنے آنے لگے۔ فائقہ کو غصہ آیا۔

"شام کو آیا کرو۔"

"شام کو میرے پاس ٹیم (ٹائم) نہیں ہوتا جی۔"

ادھر ادھر ہلتا سر اور گھومتی آنکھیں 'بے نیازی کی حد تھی۔ فائقہ نے دانت کچکچائے۔

"اس وقت میں سو رہی ہوتی ہوں۔"

"تب تو جاگ گئی ہیں نا پڑھادیں۔" پھر بے زاری سے بولا۔

"جلدی کریں جی۔ میرے پاس فالتو ٹیم نہیں ہے۔" وہ ہمیں ازحد مکار لگا۔

"خوامخواہ کا ٹیم خراب نہ ہو تو۔"

فائقہ کا ارادہ اسے جھاڑنے کا تھا۔

"فائقہ" دادو نے اپنے تخت پر اونگھتے ہوئے تنبیہی آواز لگائی تھی۔ وہ یقیناً" یہ لایعنی بحث سن چکی تھیں۔

دادو کی قابل رشک قوت سماعت بحال ہوچکی تھی۔

یہ تو خدا کی کرنی تھی کہ ٹیپ ریکارڈر کے ریکارڈنگ والے بٹن میں کوئی خرابی نکل آئی تھی۔ ورنہ دادو جان ہماری زبان کی فصاحت و بلاغت ملاحظہ فرماکر یقیناً" ہماری شادی دہلی میں کروانا پسند فرماتیں۔ بہرحال 'اللہ کا شکر ہم ابھی ہم زندہ ہیں۔

"چلیں جناب عزت مآب بوبی صاحب۔" دانت کچکچا کر فائقہ نے اسے آگے لگایا۔

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

"نکالو انگلش کی بک۔"

"وہ انگلش کو چھوڑیں جی۔ وہ تو مجھے فرفر آتی ہے۔" وہی بے نیازی۔

"واقعی۔۔" میں نے اس کی انگلش کی کاپی چیک کرتے ہوئے کھوا دی۔

"ہر ٹیسٹ میں اس کے دس نمبر ہیں۔"

"واقعی۔۔؟" فائقہ بے یقین تھی۔ میں نے گہری سانس بھری۔

"ہاں۔ مگر صفر کے نیچے۔"

"وہ جی۔ کلاس میں، میں ذرا خود ہی پیچھے رہتا ہوں۔ امی کہتی ہیں نظر لگ جاتی ہے۔"

"اللہ رے یہ خود اعتمادی۔" ہم تو اپنی انگلیاں چبا ڈالنے کو تھے۔

"مجھے اردو پڑھایا کریں جی۔" بے تکلفانہ فرمائش۔

"وہ تو اسے خود سمجھ نہیں آتی۔" زرمینہ نے پول کھولی۔

"تو انگلش میں پڑھا دیا کریں۔"

اس نے دانتوں کی نمائش کی تو جواباً" فائقہ نے آنکھوں کی۔ بولی نے اپنی اردو کی کاپی نکالی۔

"یہ جملے بنانے ہیں جی۔"

"یہ تو خود اردو فیل ہے بیٹا جی۔ یہ کیا جملے بنائے گی۔" میں ہنسی۔

بولی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے فائقہ کو بے یقینی سے دیکھا۔

"ہیں جی؟"

بھلا اس کی فرفر انگلش بولتی ٹیچر اتنی نالائق ہو سکتی ہے؟

"ایسے ہی سو یہ تو فضول مذاق کرتی رہتی ہیں۔" فائقہ نے اپنی بچی کھچی عزت سمیٹنی چاہی۔

"اور یہ جملے بنانا تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ لاؤ ادھر کاپی۔"

فائقہ نے باآواز بلند جملے پڑھے۔

"کیچڑ اچھالنا، پاؤں زمین پر نہ لگنا، دم دبا کر بھاگنا، منہ پہ کالک ملنا۔" الفاظ پڑھ کے فائقہ بڑے اعتماد سے مسکرائی۔

"تو۔ یہ کیا مشکل ہے۔ میں بولتی ہوں، تم لکھتے جاؤ۔"

میں اور زرمینہ ہمہ تن گوش ہو گئیں۔ جبکہ ماہین اردو ادب کی متوقع بے عزتی کے تصور سے پہلے ہی وہاں سے آؤٹ ہو گئی۔

"اچھا جی۔ تو یہ پہلا محاورہ ہے کیچڑ اچھالنا، اور یہ تو بے وقوف شخص بھی جانتا ہے کہ کیچڑ اچھالنا اچھی بات نہیں ہے۔ اس سے آپ کے ہاتھ تو گندے ہوتے ہی ہیں پاس سے گزرنے والوں کے کپڑے بھی گندے ہو سکتے ہیں۔ اس کا جملہ یہ بنے گا کہ . . .

"اگر کوئی شخص کیچڑ اچھالنا شروع کرے تو برائے مہربانی اس کے پاس سے نہ گزریں۔ اگر گزرنا لازمی ہو تو احتیاط سے گزریں۔"

فائقہ نے اردو ادب کی ایسی کی تیسی کرتے ہوئے فاتحانہ نگاہوں سے ہمیں دیکھا۔ ہم بے چاریاں انگشت بدنداں بیٹھی تھیں۔ فائقہ نے خوش ہو کر غفران عرف بولی کو دیکھا۔

"دیکھا۔ تمہاری آپیاں بھی پریشان ہیں کہ مجھے اتنی اعلا اردو کیسے آ گئی۔"

بولی بھی متاثر ہو رہا تھا۔

"اگلا محاورہ ہے پاؤں زمین پر نہ لگنا۔ اب اس کی تو کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے تیز دھوپ سے زمین تپ رہی ہو۔ اس لیے پاؤں زمین پہ نہ لگ سکتا ہو۔ لیکن دوسرا محاورہ زیادہ بہتر ہے کہ آپ لوگ اتنی اونچی کرسی نہ بنوائیں کہ جس پر بیٹھ کر آپ کے پاؤں زمین سے نہ لگ سکیں۔"

منٹوں میں اس نے ایسا جملہ بنایا اور ایسی تشریح کی کہ میرا زرمینہ کے کندھے میں منہ دے کے رونے کو جی چاہنے لگا۔

"باجی جی تو بڑی "لیق" (لائق) ہیں اردو میں۔"

"ہاں۔ خدا کا شکر ہے اردو کے تمام بڑے شاعر مر چکے ہیں۔" زرمینہ نے گہری سانس بھری۔ مگر فائقہ تو

جوش میں آ چکی تھی۔

"اور یہ دم دبا کے بھاگنا۔ یہ تو سب سے آسان جملہ بنے گا۔ یعنی کہ اگر راستے میں کوئی کتا بیٹھا ہو تو اس کی دم دبا کر مت بھاگیں۔ وہ کاٹ بھی سکتا ہے۔"

ہم دونوں تو مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گئے۔

"کتے کی دم نہ ہوئی ہمسائیوں کی ڈور بیل ہو گئی۔" میں نے ہنسی روک کر کہا۔

"عمران عباس سے منگنی راس آ رہی ہے مجھے۔ کیسے فرفر اردو آ گئی ہے مجھے۔" وہ اترائی۔

"منہ پہ کالک ملنا، خیر اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ لوگ غریب ہوں ان کے پاس منہ پہ لگانے کے لیے کریم نہ ہو تو انہوں نے منہ پہ کالک ہی ملنا شروع کر دی ہو۔" اور اس آخری تشریح پر تو ہم دونوں سر پکڑ کے بیٹھ گئے۔

☼ ☼ ☼

ہماری کام والی باجی پیاری آج جو صبح سے آئی تو اپنی داستان غم سنا سنا کے رو رہی تھی اور رو، رو کے سنا رہی تھی۔

اس کا نکھٹو شوہر بڑا ظالم تھا۔ نشے کی طلب پوری کرنے کے لیے اس سے پیسے بھی ہتھیا لیتا اور دھنائی بھی خوب کرتا۔

لاؤنج میں موجود ہم سب لڑکیاں پہلے تو ٹی وی ڈرامے میں نقص نکالتی رہیں۔ مگر جب باجی پیاری کا رونا ختم نہ ہوا تو ہمیں بھی انسانیت کے ناتے متوجہ ہونا پڑا۔

"باجی پیاری۔ تمہیں ضرورت ہی کیا ہے اتنے ظالم شوہر کے پاس رہنے کی؟"

میں نے عاقلانہ سوال کیا۔

"بے وقوف۔ اس کے پاس ہی ایک تو شوہر ہے۔" فائقہ نے مجھے گھورا۔

"سب ہی کے پاس "ایک" ہی ہوتا ہے۔" میں نے جواباً" اسے گھورا۔

مگر باجی پیاری روہانسی ہو کر دادو کو پھر سے اپنی داستان غم سنانے لگی تو ہمیں اپنی "گھورا گھوری" ختم کر کے متوجہ ہونا پڑا۔

"یہ دیکھیں جی۔ اس نے پچھلے سال میرا جو بازو توڑا تھا اس میں سے ابھی بھی ٹیسیں اٹھتی ہیں۔"

"اگر جواب میں تم نے بھی اس کی ٹانگ توڑی ہوتی تو وہ بھی اس وقت اپنی کسی دادی کے پاس بیٹھا اپنی دکھ بھری آپ بیتی سنا رہا ہوتا۔"

فائقہ نے منتقمانہ انداز میں کہا۔ دادو کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

"تمہارے گھر میں بیلن نہیں ہے؟"

مینا نے پوچھا۔ تو باجی پیاری فخر سے بولی۔

"ہے جی۔ بڑی گول گول روٹیاں بیلتی ہوں میں۔"

"باجی پیاری۔ وہ بیلن صرف روٹیاں گول کرنے کے نہیں بلکہ شوہر کے حواس "گل" کرنے کے بھی کام آتا ہے۔" مینا نے تخریب کارانہ مشورہ دیا۔

باجی پیاری تو ایک طرف رہی، دادو تک اچھل پڑیں۔

"ہائیں، ہائیں، حواس میں تو ہو تم مینا کی بچی! اٹھاؤں چھڑی میں؟"

مینا بدک کے دور ہٹی۔

"تو۔ ابھی پچھلے دنوں مشہور ٹی وی چینل پہ ایک خاتون وزیر نے بھی یہی مشورہ دیا تھا اسے تو کسی نے کچھ نہیں کہا۔" وہ منہ بنا کے بولی۔

"اسی لیے تو کہتی ہوں کہ اس شیطانی ڈبے (ٹی وی) سے دور رہا کرو۔ کبھی جو اچھی بات سیکھی ہو اس سے۔"

وہ تلملا کر بولیں تو ماحول بگڑتا دیکھ کر باجی پیاری چپکے سے نکل لی۔ اور پھر ہم سب کو بھی لاؤنج بدر ہونا پڑا۔

☼ ☼ ☼

فائقہ کی نیا ڈوبتے ڈوبتے بچی۔

جی ہاں۔ وہی۔ محاوروں کی ٹانگ توڑنے کی پاداش میں۔ اتنی بے خوفی سے اردو کے ساتھ منہ ماری

کا کوئی تو نتیجہ نکلنا ہی تھا۔

عمران عباس کی تایا جی کا فون آیا تو فائقہ بی بی کھل اٹھیں۔ ادھر ادھر کی ساری باتیں کر لینے کے بعد جب سامنے رکھے پیپر پر ماہین سے لکھوائے عالمانہ جملے اور مشکل الفاظ ختم ہو گئے تو فائقہ نے عمران عباس کا حال پوچھ ہی لیا۔

"وہ تو دادا جان کے ساتھ میرپور گیا ہوا ہے۔"

"خیریت؟" فائقہ چونکی۔

"بس۔ دادا جان کے ایک دوست پورے ہو گئے تھے۔ وہیں گئے ہیں وہ اور عمران۔"

"ارے واہ۔ دادا جان کے دوست بھی پورے ہو گئے۔"

فائقہ کی خوشی دیدنی تھی۔ اب اس بے چاری کی جانے بلا کہ سال "پورے" ہونے سے کیا مراد ہے۔

تایا جی اس کے کھنکھناتے لہجے پر پہلو بدل کے رہ گئیں۔ لب اتنی خوش اخلاق، سو بھی کیا کرتیں جو کسی کی فوتگی پر بھی کھل اٹھے۔

"ویسے کیا عمر ہے دادا جان کے دوست کی؟" فائقہ نے پوچھا۔

"یہی کوئی ستر سال۔" تایا جی نے سرسری سے کہا۔

"ماشاء اللہ۔ صحت اچھی ہو گی ان کی۔ تب ہی تو اس عمر میں یہ قدم اٹھایا انہوں نے۔"

فائقہ نے توصیفی انداز میں کہا۔

"ہیں۔ کیا کہہ رہی ہو۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ عمران کہہ رہا تھا۔ ازمیر کو بتا دینا۔ اس کی بھی کوئی جان پہچان تھی زمان بیگ صاحب سے۔ اس نے جانا ہو تو ڈھائی بجے تک پہنچ جائے۔"

تایا جی کے تو سر سے فائقہ کی لن ترانی گزر رہی تھی۔ انہوں نے فوراً" گفتگو سمیٹ دی۔

فائقہ فون بند کر کے سیدھی میرے پاس آئی۔

"تو جی۔ میرے دادا سسر کے دوست زمان بیگ صاحب پورے ہو گئے۔"

فائقہ نے سنسنی خیز خبر سنائی جو دادو کے کان میں بھی پڑ گئی۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

دادو نے باآواز بلند کہا تو ہم سب نے ہی ان کی تقلید کی۔

فائقہ نے ایک جھاپڑ مجھے اور ایک ماہین کو رسید کیا اور مینا کو گھورتے ہوئے بولی۔

"بے وقوفو! میں نے ان کے مرنے کی خبر نہیں سنائی۔ پورے ہونے سے مراد وہ بھی کسی کے نصف بہتر ہو گئے ہیں۔ ستر سال کی عمر میں شادی کر رہے ہیں وہ۔"

"ارے لو۔ حد ہو گئی رنگین طبیعت کی۔ نہ یہ کون سی عمر ہے شادی کی۔ کہ جب ٹانگیں قبر میں لٹک رہی ہوں۔" دادو جو لاؤنج میں آچکی تھیں ناگواری سے بولیں۔

"تو کیا ہوا۔ منہ تو باہر ہے نا۔" مینا میرے کان میں گھسی تو مجھے زوروں کی ہنسی آئی۔

"تایا جی کہہ رہی تھیں میرو کو بتا دو۔ زمان بیگ صاحب کی شادی میں شرکت کے لیے ڈھائی بجے تک پہنچ جائے۔" فائقہ نے کہا۔

"میں بتا دوں گی۔" میں جلدی سے بولی۔

دادو وہیں بیٹھ کر بزرگوں کی رنگین طبیعت پر نقطہ اعتراض اٹھانے لگیں۔ میں آنکھ بچا کے وہاں سے کھسک لی۔ ازمیر شاید اپنے کمرے میں ہی تھا۔

میں نے میرو کے کمرے کے سامنے کھڑے ہو کر پہلے اپنی سانس معمول پر لانے کی مشق کی۔ دل پہ ہاتھ رکھا تو وہ بے تحاشا تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ پہلے تو میں گھبرائی۔ پھر فوراً" ہی خیال آیا کہ دل کے دھڑکنے پر پریشان ہونے کا کیا مطلب؟ پریشانی تو تب ہے جب دھڑکن رک جائے۔

بہرحال۔ میں نے دروازہ ناک کیا۔ اندر سے اجازت ملنے پر میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو وہ خوشبوؤں میں بسا کہیں جانے کو تیار ہو رہا تھا۔ آئینے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا شاید زمان بیگ صاحب ہی کی شادی میں شرکت کے لیے جا رہا تھا۔

"مبارک ہو۔"

میں نے دوستانہ انداز گفتگو کا آغاز کیا۔ اس نے آئینے میں مجھے خفیف سا گھورا۔

"میری کون سی لاٹری نکل آئی ہے۔"

"عمران عباس کی تایا جی کا فون آیا تھا۔"

میں نے ان لمحوں کو طویل کرنا چاہا۔

"تو ان کا فون کون سا مریخ سے آیا ہے جو مشن کی کامیابی کی مبارک باد دے رہی ہو۔"

"یا اللہ۔ کریلا بھی اس شخص سے تھوڑا میٹھا ہی ہو گا۔" میں کڑھ کر رہ گئی۔

وہ بال بنا کر میری طرف پلٹتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولا۔

"اب دو منٹ میں سیدھی بات بتاؤ۔ یہ پہیلیاں مجھے نہیں پسند۔"

مجھے بھی سیدھا ہوتے دو منٹ نہیں لگے۔ فرفر بتا دیا۔

"تایا جی کہہ رہی تھیں زمان بیگ صاحب کی شادی ہے۔ میرو کو کہنا ڈھائی بجے تک پہنچ جائے۔"

"وااٹ۔؟" وہ تو جیسے اچھل ہی پڑا۔ پھر بے یقینی سے بولا۔ "وہ تو بستر مرگ پر پڑے تھے۔"

"کس کے بستر پر پڑے تھے؟" میں ہونق ہوئی۔

"بے وقوف۔ آئی مین وہ تو سخت بیمار تھے۔"

"تو اسی لیے شادی کا سوچا ہو گا نا۔ کوئی دیکھ بھال کرنے والی آجائے۔"

میں نے سمجھ داری دکھائی۔ مگر وہ بے یقینی کی کیفیت میں تھا۔

"آر یو شیور؟"

"ہاں۔ میں نے خود اپنے ان گناہ گار کانوں سے سنا ہے۔ فائقہ بتا رہی تھی۔"

میں نے پرزور انداز میں یقین دلانے کی کوشش کی تو وہ مجھے گھورنے لگا۔

مگر مجھے ذرا بھی فکر نہیں ہوئی۔ "جی ہاں" آتے ہوئے میں غفلت سے بلش آن اور مسکارا لگا کے آئی تھی۔ یوں ہی گھورتے ہوئے وہ تھوڑا سا آگے بڑھا۔

میں شرما سی گئی۔

اس کی نگاہ میرے چہرے پر تھی۔

"یہ تمہارا چہرا۔ اتنا بلش کیوں کر رہا ہے؟" وہ یقیناً" سو جان سے فدا ہونے کی تیاری میں تھا۔ میں لجا سی گئی۔

"یوں لال ہو رہا ہے جیسے کسی نے تھپڑ مارے ہوں۔"

"ارے لو۔ نکل گئی رومانس کے غبارے میں سے ہوا۔" میں نے سخت بدمزا ہو کر اس کی طرف دیکھا اور منہ پھلائے باہر نکل آئی۔

☼ ☼ ☼

شام کو وہ دندناتا ہوا پورے گھر میں مجھے اور فائقہ کو پکار کم اور دھاڑ زیادہ رہا تھا۔

میں اور فائقہ گرتی پڑتی لاؤنج میں پہنچیں تو وہاں سب ہی جمع تھے۔

"ہاں۔ تو کس کی شادی خانہ آبادی تھی آج؟" وہ طنزیہ لہجے میں کہتا کڑے تیوروں سے مجھے اور فائقہ کو گھور رہا تھا۔

"وہ۔ یہ۔ فائقہ نے ہی بتایا تھا۔ زمان بیگ صاحب کی شادی ہے اور تم بھی انوائٹڈ ہو۔"

اس کے تیور دیکھتے ہوئے میں نے سچ بولنا ہی مناسب خیال کیا۔

"اچھا۔ تم بتاؤ۔ تمہیں کس نے یہ خبر دی تھی؟" وہ فائقہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"وہ۔ تایا جی کا فون آیا تھا۔ انہوں نے ہی کہا تھا کہ۔"

"کہ زمان بیگ صاحب شادی فرما رہے ہیں۔ بلکہ بارات لیے نکل چکے ہیں۔"

میرو طنز سے گویا ہوا۔ تو فائقہ تذبذب کا شکار ہو گئی۔ پھر قدرے تفاخر سے بولی۔

"نہیں۔ وہ تو میں خود انٹیلی جنٹ ہوں۔ باقی کا اندازہ تو میں نے خود ہی لگا لیا تھا۔ تایا جی نے تو بس اتنا ہی بتایا تھا کہ زمان بیگ صاحب پورے ہو گئے ہیں۔"

دادو کی آنکھیں ابل پڑیں۔

میو لڑنے مرنے کو تیار۔ امی ابو سر پکڑ کے بیٹھ رہے۔ خود میرا دل بھی اچھل کر حلق میں آن ٹکا۔

"پورے ہوگئے مطلب؟"

"وہی۔ جو مینا نے بتایا تھا۔ کسی کو اگر نصف بہتر مل جائے تو وہ پورا ہو جاتا ہے یعنی مکمل۔" فائقہ کو سارا سبق یاد تھا۔

"تیرا بیڑہ ہی تر جائے فائقہ کی بچی۔" فائقہ کی امی یعنی چھوٹی چچی نے ماتھا پیٹا۔

"بے وقوف۔" میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ میو کے لش پش انداز دیکھے۔ اپنے شان دار حلیے میں وہ جنازہ اٹینڈ کرکے آرہا تھا۔

"اوئی توبہ۔ یہ موئی انگلش میڈیم کی پڑھائی۔ اری پورے ہونے کا مطلب تھا کہ وہ فوت ہوگئے ہیں۔"

دادو نے اپنی چھڑی کی نوک فائقہ کے ہاتھ میں چبھوئی۔ وہ ہونق سی ہوگئی۔

"انہوں نے کہا کہ دادا کے دوست پورے ہوگئے۔ اس نے ان کی شادی کے بینڈ بجوا دیے۔ شرم آرہی ہے مجھے سوچ کر۔ عمران عباس کو فون کرکے میں نے میرج ہال کا پوچھا تو وہ قبرستان کا ایڈریس بتانے لگا۔"

ازمیر کا کشمیری خون ابل رہا تھا۔ ہم دونوں وہاں سے کان دبا کر بھاگے۔

کمرے میں جاتے ہی فائقہ نے ملک دشمن عناصر کی طرح بکھری اردو کی کتابیں اٹھا کر الماری کے نچلے خانے میں ٹھونس دیں۔

"توبہ اس کئی کئی مطلب والی زبان سے تو اللہ ہی بچائے۔" وہ کانوں کو ہاتھ لگا رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"بس۔ میں نے سوچ لیا ہے کہ میں نے کیا کرنا ہے۔" میں نے تقریر کرنے والے انداز میں ہاتھ لہرا کر ان پانچوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"وہ تو مجھے بھی پتا ہے۔ سب سے پہلے تو تم نے واشنگ مشین لگانی ہے۔ کیونکہ آج تمہاری باری ہے۔ پھر شام کی چائے اور رات کی روٹیاں۔" زرمینہ نے اطمینان سے کہا۔ تو میں نے دانت کچکچائے۔

"مجھے کچھ اور کرنا ہے۔"

"پھر کسی کی دادی کے قل پہ جاکے گٹھلیاں پڑھنی ہوں گی۔" فائقہ کو بہت پرانی یاد آئی۔

"دیکھو۔ یہاں سب اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ اگر تمہیں پاکستانی سیاست دانوں کی طرح کوئی دعوے کرنے ہی ہیں تو ایک گھڑا خرید لو۔ اس میں منہ ڈال کے جو جی چاہے بول لو۔" یہ دانش مندانہ مشورہ ماہین پڑھاکو کا تھا۔

جو اب بھی ایک موٹی تازی بلکہ موٹی باسی کتاب پڑھ رہی تھی۔ (ہزار دفعہ کی پڑھی ہوئی جو تھی)

"بکو مت اور غور سے میری بات سنو۔ میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں عورتوں کے لیے ایک این جی او بناؤں گی۔" میں نے بڑھک ماری۔

"کس این جی کی طرح؟ صرف عورتوں کو گیس سپلائی کروگی؟ اور ابو تمہیں این جی او اسٹیشن کھولنے دیں گے کیا؟" چڑیا آنکھیں پٹپٹا کر حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

میں نے ایک دھموکا اس کے شانے پہ لگایا۔

"ہاں۔ اور سب سے پہلے تمہیں گیس سپلائی کروں گی۔"

"اچھا۔ اب پھوٹ بھی چکو کچھ۔"

زرمینہ بدمزا ہو کر بولی تو میں نے جوش سے کہا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میرا بڑا دل دکھتا ہے عورتوں کو مرد کے ظلم سہتے دیکھ کر۔ اب باجی پیاری ہی کو دیکھ لو۔ اتنی محنت سے کماتی ہے۔ پھر بھی مار کھاتی ہے۔"

"کوئی نہیں۔ دادو کہتی ہیں باجی پیاری تو جنتی ہے۔" نورین نے اختلاف کیا۔ تو میں طنزیہ بولی۔

"ظاہر ہے۔ اتنی مار کھا کے فوت ہو جائے گی تو جنت میں پہنچ ہی جائے گی یہ بشارت تو کوئی بھی دے سکتا ہے۔" ہر جگہ عورت کے حقوق دبائے جارہے ہیں۔ عورت دکھ سہہ رہی ہے۔ عورت مار کھا رہی

ہے۔

"ارے یاد آیا۔ نکڑ والوں نے اپنا سامنے والا مکان کرائے پہ دے دیا ہے۔ ان کے جو کرائے دار آئے ہیں۔ ان میاں بیوی کے جھگڑے کی بھی بڑی آوازیں آتی ہیں۔" چڑیا کو یاد آیا۔

"واقعی۔" میں حیران ہوئی۔

"دادو کی خاندانی روایت کے مطابق ہم ان کرائے داروں کے گھر پہلے دن کا کھانا دینے گئے تو ان میاں بیوی کو بھی دیکھ لیا۔ بیوی یعنی میڈم ممتاز گورنمنٹ کے ایک اسکول میں ٹیچر تھیں۔ خاصی کیم شحیم اور بارعب کمائی دینے والی۔

اس کے برعکس ان کا شوہر منحنی سا تھا۔ سننے میں آیا کہ نکما نکھٹو بیوی کی کمائی پہ پل رہا تھا۔ مگر یہی منحنی سا بندہ اتنی بارعب سی میڈم ممتاز کی کیا درگت بناتا تھا یہ خدا ہی جانتا تھا۔ محلے والے تو (بشمول ہمارے) میڈم ممتاز کی چیخیں سن سن کے اس کے ہمدرد ہو چکے تھے۔"

"میرے خیال میں تو فیلڈ ورک یہیں سے شروع کیا جائے۔ یعنی میڈم ممتاز سے۔" میں پرجوش ہوئی۔

میں نے دیکھا تو فائقہ اور نورین میگزین میں، ماہین کتاب میں، چڑیا الماری میں اور مینا اپنی قمیص کی ترپائی میں جی جان سے گم تھیں۔

"ہیں۔ یعنی میں اتنی دیر سے بکواس کر رہی تھی۔" مجھے طیش آیا۔

"پہلے ہوم ورک تو کرلو۔ فیلڈ ورک کی باری تو بعد میں آتی ہے۔" ازمیر کی آواز نے مجھے اچھلنے پر مجبور کردیا۔

ایک تو یہ شخص فرشتوں کی طرح ہر جگہ موجود۔

"یہ کیا پلاننگ ہو رہی ہے؟"

وہ یقیناً "سن چکا تھا۔ اس لیے میں نے سچ بولنا ہی مناسب سمجھا۔

باجی پیاری اور میڈم ممتاز کے دلدوز قصے اتنے جذباتی انداز میں اسے سنائے، بلکہ اسے متاثر کرنے کے لیے وہ آنسو بھی بمشکل نکال ہی لیے۔

"او شٹ اپ۔" اس نے بے زاری سے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "تم بس گھر بیٹھی انڈین سوپ دیکھ دیکھ کے دماغ چلاتی رہتی ہو۔ آج کل کی عورتیں بھی کم نہیں۔"

"قسم سے میو! کبھی باجی پیاری کا نیلو نیل چہرہ دیکھو اور وہ میڈم ممتاز جو کما کما کے شوہر کو کھلاتی بھی ہے اور ظلم بھی سہتی ہے۔" میں نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی۔

"خبردار۔ جو سنی سنائی پہ کوئی ایکشن لینے کی کوشش کی ہو تو۔"

اس نے آنکھیں دکھائیں تو میں دبک گئی۔ منمنا ہی سکی۔

"میں کہاں کی کمانڈو ہوں جو کوئی ایکشن لوں گی کسی کے خلاف۔"

"اور وہ جو میں نے تمہیں کھانے پکانے کی ترکیبوں والی دو بکس گفٹ کی تھیں۔ وہ کیا کی ہیں تم نے؟"

"وہ تو اس نے اگلے روز ہی۔۔۔"

مینا کی زبان برے موقع پہ پھسلنے والی تھی۔ مگر میں نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔

"اگلے روز ہی میں نے جلد کروا کے سنبھال لی تھیں۔"

وہ لحہ بھر کو مجھے گھورتا رہا۔

اب اللہ گواہ ہے۔ وہ سال بھر پرانی کتابیں تو میں نے غصے کے مارے اگلے ہی دن ردی والے کو دے دی تھیں۔ مگر میو کے سامنے ایسا اعتراف کرنا اپنی شامت بلوانے کے مترادف تھا۔

شکر اللہ تب ہی اس کی کوئی کال آئی تو وہ وہاں سے چلا گیا۔ میں دھپ سے فلور کشن پہ گری۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے، تو نے مجھے بے عزتی سے بال بال بچالیا۔"

فائقہ نے میری طرف دیکھتے ہوئے دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھائے۔

"جو مرضی ہو جائے۔ میڈم ممتاز اور باجی پیاری کو میں ان کے حقوق دلوا کے ہی رہوں گی۔"

میں نے ببانگ دہل اعلان کیا۔ تو باہر کی طرف جاتا میو وہیں سے بولا۔

"تمہیں تو میں آکر بتاتا ہوں۔"

لو جی۔ کہاں کے نعرے "کہاں کی ہمت" انالِلّٰہ پڑھ لو ہو گیا۔

مینا نے گلوکوز پلایا تو کہیں ہوش آیا۔

☼ ☼ ☼

میو کا ڈر ایک طرف اور خدمت خلق کا جذبہ ایک طرف۔ رات کو جب میڈم ممتاز کے ٹیرس کے ساتھ والے کمرے سے عجیب و غریب آوازیں آتیں تو میں فائقہ یا مینا کو زبردستی ساتھ لیے اپنی چھت کے ریلنگ سے لٹک لٹک کے صورت حال کا جائزہ لینے کی کوشش کرتی۔ ایسے میں ایک بار میو اور عمر نے چھاپہ مارا اور ہمیں ریلنگ سے لٹکتے یعنی رنگے ہاتھوں گرفتار کرلیا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

از میو بٹ حیران ہی اتنا تھا کہ اپنے سوال کو غصے کا تڑکا نہ لگا سکا۔

اس کی اچانک آواز میری اور مینا کی سماعتوں پر کروز میزائل کی طرح گری۔

"وہ میں۔ مطلب ہم دونوں۔ چچ۔ چچا۔ چاند۔ دیکھ رہے تھے۔" "میں نے کچھ زیادہ ہی لنگڑا بہانہ بنایا۔

"ہیں؟ کس کے چچا کو دیکھ رہی تھیں؟" عمر نے مجھے گھورا۔

"اچھا۔" میو نے طنز کیا۔

"آج سے پہلے تو آسمان پہ ہی چاند دکھائی دیتا تھا۔ یہ کون سا چاند ہے جو ریلنگ سے لٹک کے دیکھا جارہا تھا؟"

"تم بتاؤ مینا! کیا ہو رہا تھا یہ؟" میو نے بہن پہ رعب ڈالا۔

میں نے لاکھ گھورا، اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر اس کی پسلی میں کہنی رسید کی، دانت کچکچائے۔

مگر میو کی دہشت نے اس کی زبان کی قینچی تیزی سے چلادی۔

"قسم لے لیں بھائی! میں تو سونے کے لیے لیٹ چکی تھی۔ یہ روی کی بچی زبردستی مجھے ساتھ لے آئی۔ کہہ رہی تھی میڈم ممتاز اور ان کے شوہر کا لیٹ نائٹ شو دیکھتے ہیں۔ بلکہ موبائل سے مووی بنا کر کسی چینل کو بھیجنے کا ارادہ بھی تھا اس کا۔"

"ستیاناس ہو تیرا مینا کی بچی۔" میں نے دانت پیستے ہوئے دل ہی دل میں تہیہ کرلیا کہ بھابی بنتے ہی اس نند نکلی کا لنڈی میں درگت بنا کے رکھ دوں گی۔

"فی الحال تو از میو بٹ سے جان چھڑانے کا مرحلہ تھا۔ "میں فوراً" ملکہ جذبات بنی۔

"ہاں تو۔ میں تم لوگوں کی طرح بے حس اور مردہ ضمیر کی مالک نہیں ہوں۔ میڈم ممتاز کو مار پڑتی ہے تو چوٹ میرے دل کو لگتی ہے۔ کیونکہ میں بھی ایک عورت۔ میرا مطلب ہے کہ لڑکی ہوں اور اس معاشرے میں عورت کا حق ہمیشہ ہی سے غصب ہوتا آیا ہے۔ مگر نہیں۔ اب اور برداشت نہیں کیا جائے گا۔ سو دن شوہر کے پورے ہوں گے اور اب میڈم ممتاز کا ایک دن آئے گا۔ مگر وہ بھی تم لوگ آنے نہیں دو گے۔ کیونکہ تم لوگ بھی مرد ہو۔"

تقریر کے آخر تک آتے آتے مجھے واقعی رونا آنے لگا۔

عمر اپنی ہنسی چھپانے کی کوشش کررہا تھا اور میو سینے پہ بازو لپیٹے طنزیہ نظروں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

"بس۔ اتنی ہی یاد کی تھی؟"

اف۔ یہ اس کے طنز۔

اسی وقت میڈم ممتاز کے گھر سے شور و غل کی آوازیں آنے لگیں۔ سامنے والی لین میں دو گھر چھوڑ کے نکڑ والا گھر ان کا تھا۔ جس کا ٹیرس ہمارے ٹیرس سے صاف دکھائی دیتا تھا۔

"دیکھا۔ سنا تم لوگوں نے۔ یا خدا۔ میڈم ممتاز کا ایک دن کب آئے گا؟" میں پھر سے جذباتی ہوگئی۔

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا، پڑھے لکھے کو فارسی کیا۔ آؤ ذرا تمہیں اصلیت دکھا ہی دوں۔ آج تو ہنگامہ ہو بھی ٹیرس پر ہی رہا ہے۔"

میو نے میرے کچھ سمجھ میں آنے سے پہلے ہی میرا ہاتھ تھاما اور ریلنگ کی طرف بڑھا۔ ہمارے ٹیرس پہ لائٹ بند ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا۔ جبکہ میڈم ممتاز کا ٹیرس انرجی سیور سے جگمگا رہا تھا۔

تبھی شور و غل کے ساتھ میں نے میڈم ممتاز اور ان کے منحنی سے شوہر کو بہ دست و گریبان دیکھا۔

میرا دل اچھل کر حلق میں آن ٹکا۔ ٹانگوں پہ لرزا طاری ہو گیا اور سارا وجود ٹھنڈا پڑ گیا۔

جب میں نے میڈم ممتاز کو۔ جی ہاں۔ میڈم ممتاز کو اپنے منحنی سے شوہر کو اٹھا کر دھوبی پٹڑا مارتے دیکھا۔

"تمہاری تو ایسی کی تیسی۔ مجھ پہ رعب ڈالتے ہو، اپنے گھر والوں کا۔ ارے میں تو نمک لگا کے کھا جاؤں ان سب کو۔" میڈم ممتاز کی کراری آواز۔

اور بکرائے ان کے شوہر۔ "بیگم۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔ میں تو۔"

"عادل۔ ادھر آؤ جلدی۔" میڈم ممتاز نے اپنے دس سالہ بیٹے کو آواز دی تو وہ بھاگتا ہوا آیا۔

"چلو۔ پاپا کے اوپر بیٹھو ذرا۔ ان کی عقل ٹھکانے آئے۔"

اور عادل میاں فٹ سے بکرائے پاپا جی کے اوپر سوار ہو گئے۔

"بیگم۔ کچھ تو خیال کرو۔ لوگ دیکھ رہے ہوں گے۔" شوہر جی کی گھگھیائی آواز۔

"ارے دیکھنے دو لوگوں کو۔ ان کو بھی تو پتا چلے میری مظلومیت کا کہ تمہارے جیسے شوہر نے مجھے کتنا تنگ کر رکھا ہے۔ ابھی پچھلے زخم بھرتے نہیں تمہارے کہ پھر سے میرا پارہ چڑھا دیتے ہو۔"

میڈم ممتاز گرجیں۔ تو میو کے ہاتھ میں دبا میرا ہاتھ ٹھنڈا پڑ گیا۔

"اب بتاؤ۔ دیکھ لیا میڈم ممتاز کا ایک دن؟" میو نے دانت پیستے ہوئے کہا تو مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

☼ ☼ ☼

اگلے روز گلی میں ریڑھی والے سے بجلم دادو میں اور مینا ٹماٹر خرید رہے تھے۔ جب میڈم ممتاز بھی سبزی خریدنے چلی آئیں۔

مینا کے لاکھ کہنیاں مارنے کے باوجود میں نے انہیں سلام کیا اور حال چال پوچھا۔ میرا ارادہ ان کی برین واشنگ کا تھا۔ مگر وہ شاید زیادہ بے تکلفی کے موڈ میں نہیں تھیں۔ سبزی خریدتے ہی بولیں۔

"میں اب چلوں۔ آپ کو تو پتا ہی ہے عادل کا پاپا کتنے غصیلے ہیں۔ ذرا ٹائم پہ ہانڈی نہ چڑھائی تو کھال کھینچ لیں گے۔"

وہ تو چلی گئیں۔ ہمارے حیرت سے کھلے منہ بمشکل بند ہوئے۔

"حد ہوتی ہے ڈھٹائی کی۔"

ہم میڈم ممتاز کی ڈھٹائی پر اش اش کررہے تھے۔ تب ہی میڈم ممتاز کے شوہر نامدار پاس سے گزرے تو ماتھے پہ پٹیل اور گومڑ، ہونٹوں پہ جھینپی سی مسکراہٹ اور ہاتھوں میں لنگڑے آموں کا شاپر۔ میری اور مینا کی جو ہنسی چھوٹی ہے تو پھر میڈم ممتاز کے شوہر کو وہاں سے تیزی سے کھسکتے ہی بنی۔

☼